زُبدَۃُ التّحقیق

(مسئلہ افضلیت کا تحقیقی جائزہ)

﴿تصنیف﴾

سیّد عبدالقادر جیلانی

☆☆☆☆☆

نام کتاب:	**زبدۃ التحقیق**
مصنف:	سید عبدالقادر جیلانی
تعداد:	دو ہزار
اشاعت:	شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ بمطابق جولائی 2010ء
کمپوزنگ:	انعام الحق قادری، عبدالرحمن
پروف ریڈنگ:	علامہ سید مظہر حسین شاہ گیلانی
ہدیہ:	350 روپے

(بحسن اہتمام)

انٹرنیشنل مسلم موومنٹ

دارالعلوم قادریہ جیلانیہ۔ لندن

Phone:0044-208 5204121

۱۔ سید مظہر حسین شاہ گیلانی، دارالعلوم قادریہ جیلانیہ والتھم سٹو لندن
Ph:0044-7940225723.

۲۔ اشتیاق علی قادری، 50 Knotts Green Road, E10 6D Leyton, London.
Uk.Ph:0044-7944446954

۳۔ حافظ محمد عمران قادری، Sint Willi Brordusstraat, 53 1074 XK, Amsterdam. Holland.
Ph:0031-642977566

۴۔ عزیز حید رقادری، قادریہ جیلانیہ پبلیکیشنز دارالعلوم قادریہ جیلانیہ گنج مہالہ، راولپنڈی فون: 0300-5112339

۵۔ چشتی کتب خانہ، ارشد مارکیٹ، جھنگ بازار، فیصل آباد۔ فون: 0323-7655155

۶۔ اسلامک بک کارپوریشن، اقبال روڈ کمیٹی چوک، راولپنڈی 051-5538111

۷۔ احمد بک کارپوریشن، اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5558320

۸۔ عباسی کتب خانہ، جوہ مارکیٹ، جوڑیا بازار کراچی

۹۔ نظامیہ کتاب گھر، زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار، لاہور 0301-4377668

۱۰۔ دارالعلم، بستا ہوٹل دربار مارکیٹ، لاہور

۱۱۔ قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ لاہور

۱۲۔ اسلامی کتب خانہ، کچہری روڈ، ایبٹ آباد فون 0346-9588990

۱۳۔ کتب خانہ دربار عالیہ گولڑہ شریف

۱۴۔ درویش کتب خانہ، دربار عالیہ دھنکہ شریف لساں نواب مانسہرہ

۱۵۔ القلم بک سنٹر، صدر بازار ہری پور۔

اظہار تشکر

از قلم پیر طریقت حضرت پیر سید صابر حسین شاہ گیلانی قادری (ایم اے اُردو، فاضل فارسی)

تحقیق وتدقیق کی اعلیٰ ترین بلندیوں کو چھونے والی اس کتاب کا موضوع مسئلہ تفضیل ہے۔ جس کے بارے میں جمہور اہل سنت کا موقف یہ ہے کہ امیر المومنین خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اُمت میں سب سے افضل ہیں۔ جسکی تصریح شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب تکمیل الایمان میں فرمائی ہے اور دیگر معتبرات اہلسنت سے اس مسئلہ کی وضاحت آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے اور ہم بحمدہٖ تعالیٰ اس مسئلہ میں جمہور والا عقیدہ رکھتے ہیں۔ البتہ اس مسئلہ میں اختلاف تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے ہی چلا آرہا ہے۔

مثلاً: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ یہ تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل خاتون جنت سلام اللہ علیہا ہیں۔ کچھ علماء کے نزدیک خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سب سے افضل ہیں کچھ کے نزدیک حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ، کچھ کے نزدیک حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔ اور ایک بڑی تعداد جن میں اکثریت فقہاء صحابہ کرام کی تھی، حضور مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کو افضل مانتی تھی۔ اسی طرح ائمہ اہل بیت بھی مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کو افضل جانتے تھے۔ یہاں تک کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی بیعت بھی حضرت امام زید بن علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھی جو مولائے کائنات کو افضل جانتے تھے۔ اور بعض علماء کرام کا تو یہ خیال ہے کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو سرکار

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں شہید ہوئے وہ افضل ہیں۔

ان حقائق اور اختلاف کی موجودگی میں اجماع امت کا دعوی کیونکر کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس وہ لوگ جو بغض علی ؓ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے انہوں نے اس ماحول کو غنیمت جانا اور سوچا کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ کی ذات پاک کی آڑ لے کر بغض علی کی آگ کو مزید بڑھکایا جائے۔ چنانچہ مسئلہ تفضیل پر "اجماع امت" کا ایسا پرتشدد دعوی کر دیا کہ اختلافی رائے رکھنے والوں کو خارج از اہلسنت اور گمراہ قرار دیا۔

کاش! ان لوگوں کو واقعۃً حضرت ابو بکر صدیق ؓ سے محبت ہوتی تو انکا یہ انداز موازنہ نہ ہوتا کیونکہ عشق صدیق ؓ رکھنے والا کبھی مولائے کائنات ؓ سے بغض نہیں رکھ سکتا۔

بہر حال حضرت ابو بکر صدیق ؓ جیسی پاک ذات کو بغض علی ؓ کے لئے آڑ کے طور پر استعمال کرنا ناصبیوں کی پرانی ریت ہے۔ سو دور حاضر کے ناصبیوں نے بھی ایسا ہی کیا اور اس ماحول میں خوب ناصبیت کا پرچار کیا اور اہلسنت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کی۔ اور چند دلائل جو اپنے معنی و مراد پر ہرگز قطعیت کے مفید نہیں پیش کئے۔ اور علمی و قلمی خیانت کے ریکارڈ قائم کئے۔ دعوی اجماع تو کر دیا لیکن اجماع امت منعقد ہونے کا کوئی ثبوت پیش نہ کر سکے۔ جبکہ مذکورہ بالا روایات موجود ہیں اور اجماع کا ثبوت نہیں تو یہ حضرات ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں کیا فتویٰ صادر کریں گے جو حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو افضل سمجھتے ہیں۔

ان روایات سے یہ ثابت ہوا کہ کسی صحابی کو افضل سمجھنے کی بنیاد پر کسی بھی مسلمان کو رافضی یا خارجی ہرگز نہیں کہا جا سکتا ورنہ ان عظیم ہستیوں کے بارے میں کیا کہا جائے گا

بس اسی ضرورت کے پیش نظر ان عظیم القدر ہستیوں کی عظمت کے تحفظ کی خاطر حضرت منکر اسلام نے قلم اٹھایا اور مسلک حق اہل سنت کی ترجمانی فرماتے ہوئے افراط وتفریط سے پاک تحقیق پیش فرمائی۔

بنیادی طور پر اس کتاب کا سبب تصنیف بعض غیر ذمہ دار لوگوں کے تعصب پرمبنی وہ فتوے ہیں جنکی زد میں صحابہ کرام، ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم اور مشاہیر اہل سنت کی ذوات مقدسہ آتی ہیں۔ وہ کونسی سنیت ہے جو اہل بیت اطہار وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد کو شامل کئے بغیر سنیت کہلائے جبکہ معیار سنیت یہی حضرات ہیں ورنہ امام اعظم ﷺ جیسی شخصیت کی سنیت مشکوک ہو جائے۔

یقیناً ان قدسی صفات ذوات کی سنیت کو مشکوک سمجھنا ہی دراصل اہل سنت نہ ہونے کی نشانی ہے۔ یہ شرپسند گروہ مسئلہ تفضیل کی آڑ میں جن گھناؤنے اور خطرناک نتائج کی طرف دعوت دے رہا تھا اُمت کو ان بھیانک حالات سے بچانے اور اُمت کی دستگیری کیلئے حضرت دستگیر ﷺ کے شہزادے کو قلم اٹھانا پڑا اور واضح کرنا پڑا کہ مسئلہ تفضیل ظنی ہے قطعی نہیں، جمہوری ہے اجماعی نہیں اور نہ ہی یہ ضروریات دین کا مسئلہ ہے۔ انشاء اللہ کتاب میں یہ بات دلائل کے ذریعے بالکل واضح ہو جائیگی۔

اس پرفتن اور بھیانک دور میں جہاں بدعقیدگی کے نئے نئے فتنے جنم لے رہے ہیں اور اسلام کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں۔ وہاں سنی نما ناصبی علماء عالمانہ لباس و وضع قطع میں اختلاف وافتراق کی داغ بیل ڈال رہے ہیں۔ حق کی بات کرنا اور پھر حق پر ڈٹ جانا خصوصاً اہل بیت کے حق میں کچھ کہہ دینا اس کے لئے کسی مرد حق شناس اور حق گفتار کی ہی ضرورت تھی جو رضائے حق کی خاطر بے خوف وخطر حق و باطل کو واضح کر دے۔

اس عظیم مقصد کے لئے رب تعالیٰ نے حضور مفکر اسلام علامہ پیر سید عبدالقادر شاہ جیلانی کا انتخاب فرمایا۔ اس کتاب کا ایک ایک حرف اپنی صداقتوں کی صدا دیتا نظر آئے گا، ایک ایک جملہ دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے گا اور قلب و نظر کو باطل خیالات ونظریات کی اندھیری پگ ڈنڈیوں سے اٹھا کر حق کی روشن شاہراہ پر ڈال دے گا۔ اگر تعصب اور بغض کی عینک اتار کر اس کتاب کو پڑھا گیا تو انشاءاللہ العزیز اذہان وقلوب کو یہ کتاب پاکیزگی عطا کرتی چلی جائے گی۔ یہ کتاب اس موضوع پر ایک گرانقدر اضافہ ثابت ہوگی۔

کتاب کا پہلا ایڈیشن چھپنے کو ہے اس لئے میرے برادر مکرم ومعظم نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ جن حضرات نے اس کتاب کی تکمیل وتدوین اور پرنٹ کرانے کے مختلف مراحل میں تعاون فرمایا ان کا شکریہ ادا کروں۔

مشائخ عظام اور علمائے کرام کتاب کی تالیف کے دوران مسلسل اپنی قیمتی آراء سے نوازتے رہے۔ جملہ مشائخ گولڑہ شریف کی دعائیں بھی شامل حال رہیں۔ بالخصوص آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کے سجادہ نشین حضرت پیر سید عبدالحق شاہ صاحب گیلانی مدظلہ العالی کی خاص توجہ شامل حال رہی۔ زیب آستانہ حضرت پیر سید غلام نظام الدین شاہ صاحب گیلانی (جامی صاحب) اپنی دعاؤں سے نوازتے رہے اور کتاب کی جلد از جلد اشاعت کی خواہش کا اظہار فرماتے رہے۔

علاوہ ازیں جن سادات عظام اور علمائے کرام نے تعاون فرمایا، اُن میں علامہ سید احمد حسین شاہ ترمذی، علامہ سید انور حسین شاہ کاظمی، سید زبیر احمد شاہ بخاری،

سید شبیر حسین شاہ گیلانی، علامہ احمد نثار بیگ قادری، علامہ قاضی عبدالعزیز چشتی گولڑوی، علامہ قاضی عبداللطیف قادری، علامہ حافظ فضل احمد قادری، سید مظہر حسین شاہ گیلانی، حضرت قاضی رئیس احمد قادری (ڈھوک قاضیاں شریف)، قاری عزیز حیدر قادری، راجہ انعام الحق قادری، مفتی مصطفےٰ رضا بیگ قادری، مولانا برکات احمد چشتی، قاری محمد خان قادری، اور علامہ پیر عبدالقادر (واہ کینٹ) کے علاوہ بہت سے علماء و مشائخ اہل سنت شامل ہیں جو کتاب کی تصنیف کے دوران اپنے قیمتی مشوروں سے نوازتے رہے۔

اس موقع پر سرمایہ اہل سنت، کشتۂ عشق رسول و آل رسول علامہ حضرت پیر سید زاہد حسین شاہ بخاری رضوی مدظلہ العالی کا ذکر از حد ضروری ہے کہ جنہوں نے برطانیہ میں نایاب کتب کی فراہمی اور بیشمار علمی سوالات و اعتراضات کے ذریعے کتاب کو تحقیق کی چھلنی سے گزار کر کتاب کی افادیت میں بے پناہ اضافہ فرمایا۔

قاضی نصیرالدین قادری، میاں احمد نواز قادری، حافظ اشتیاق علی قادری اور لقمان یوسف (کویت) کی کاوشیں بھی لائق تحسین ہیں۔

پاکستان میں فخر سادات علامہ سید عظمت حسین شاہ گیلانی مختلف کتابوں کی فراہمی میں ہمہ تن مصروف رہے اور دوران تحریر متواتر حضور مفکر اسلام کے ساتھ رابطے میں رہے اور بڑی بڑی نایاب کتب مہیا کرنے کے لئے پورے ملک کے چپے چپے میں چھوٹی بڑی نئی پرانی لائبریریوں کیلئے سفر کرتے رہے۔ پیر سید

منور حسین شاہ جماعتی مدظلہ العالی زیب آستانہ عالیہ علی پور شریف اور سید مزمل حسین شاہ جماعتی کی نیک تمنائیں اور دعائیں شامل رہیں۔

مذکورہ بالا تمام حضرات علمائے کرام، مشائخ عظام اور سادات کرام اور جتنے احباب کتاب کی تکمیل اور تدوین میں شریک کار رہے میں ان سب کا حضرت مفکر اسلام مدظلہ العالی کی طرف سے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں حضرت کے تمام مریدین و مخلصین کا بھی شکر گزار ہوں جنکی نیک تمنائیں بھی ہمارے ساتھ رہیں۔

آخر میں میں دعا کرتا ہوں جس میں تمام علماء و مشائخ و سادات اور مریدین و مخلصین شامل ہیں کہ اللہ تعالیٰ پنجتن پاک کے صدقے حضور مفکر اسلام کی عمر دراز فرمائے اور آپ کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے اور ہم انکے فیوض و برکات سے بہرہ مند ہوتے رہیں۔ آمین

سید صابر حسین شاہ گیلانی

﴿نوٹ﴾: کتاب کی تالیف کا سلسلہ جاری ہے۔ جولائی میں حضور مفکر اسلام پاکستان کے دورہ پر تشریف لائے، بعض احباب نے بہت اصرار کیا کہ حالات حاضرہ کے پیش نظر کتاب جلدی منظر عام پر آنی چاہیے اس لئے فی الوقت جلد اول طبع کی جاری ہے۔ دوسری جلد جس میں وجوہ افضلیت اور جانبین کے دلائل کا تحقیقی تجزیہ کیا گیا ہے عنقریب منظر عام پر آنے والی ہے۔

☆☆☆☆☆

ان الاسلام یجمعهم ریغمهم فهذا مذهبه وعلیه اکثر اصحابنا.

(ترجمہ) جمہور متکلمین اور فقہاء کی رائے یہ ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہ کہا جائے۔ شیخ ابوالحسن اشعری نے اپنی کتاب (مقالات الاسلامیین) کے آغاز میں کہا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مسلمان بہت ساری اشیاء میں آپس میں مختلف ہو گئے۔ انہوں نے ایک دوسرے کو گمراہ کہا اور ایک دوسرے کو تبرا کیا۔ مختلف فرقوں میں بٹ گئے۔ مگر اسلام انہیں آپس میں اکٹھا کرتا ہے اور ہم آہنگی پیدا کرتا ہے، یہی مذہب ہے (امام ابوالحسن اشعری کا اور اکثر احناف کا بھی یہی مذہب ہے)۔

ایک نظر سے علمائے حدیث کا جائزہ لینا بھی مناسب ہوگا۔ اگر اہل سنت کے سوا دوسرے فرقے کافر ہو جاتے ہیں تو فرقہ ہائے مبتدعہ (جبریہ و قدریہ، شیعہ، خوارج، مشبہ، معطلہ) سے حدیث لینا کیسا ہوگا؟

تدریب الراوی شرح تقریب النواوی ج ا۔ص ۳۲۸، ۳۲۹ پر جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: النوع الثالث و العشرون. صفة من تقبل روایته ومن ترد وما یتعلق به . اس شخص کی صفت جسکی حدیث لی جائے اور اسکی صفت جسکی حدیث رد کی جائے، اس میں بہت سارے مسائل ہیں جسمیں پہلا مسئلہ یہ ہے:

اجمع الجماهیر من آئمة الحدیث والفقه انه یشترط فیه ان یکون عدلا ، ضابطا بان یکون مسلما ،بالغا ،عاقلا، سلما من اسباب الفسق وخوارم المروئة (تدریب الراوی ا. ۳۰۰)

حدیث وفقہ کے جمہور ائمہ نے اس بات پر اتفاق کیا کہ (قبول حدیث کے لئے) ضروری ہوگا کہ وہ عدل ہو، ضابط ہو، یعنی کہ وہ مسلمان، عاقل، بالغ ہو، اسباب فسق سے پاک ہو اور اخلاق مذمومہ سے بھی منزہ ہو۔

عدل کی تفسیر کرتے ہوئے امام سیوطی حیز تحریر میں لاتے ہیں:

بان یکون مسلما، بالغا، عاقلا فلا یقبل کافر و مجنون مطلق بالا جماع (تدریب الراوی، ۳۰۰) ۔یعنی کہ وہ (راوی) مسلمان ہو، بالغ ہو، عاقل ہو، کسی کافر کی اور مسلسل پاگل رہنے والے کی حدیث قبول نہیں کی جائے گی۔

تدریب الراوی کے ان مندرجات سے پتہ چلا کہ علم المصطلح میں کافر سے حدیث لینا ممنوع ہے۔ جسکا معنی یہ ہوگا کہ جس سے حدیث لی گئی اسکو محدثین نے کافر نہیں سمجھا۔ اگر کافر سمجھا ہوتا تو حدیث کبھی نہ لیتے۔

اب ہم محدثین کے مجموعہ ہائے احادیث سے اقتباسات پیش کریں گے جس سے یہ بات طشت ازبام ہوجائے گی کہ دور حاضر کے وہ دانشور جو اپنے ذاتی جذبات کی تسکین کے لئے کہتے پھرتے ہیں (وہابی کافر شیعہ کافر) کیا انہوں نے درسیات پورے پڑھے ہوئے ہیں؟ اگر پورے پڑھے ہوئے ہیں تو یہ سینہ زوری تو انہیں نہیں کرنی چاہیے تھی۔

امام سیوطی، تدریب الراوی شرح تقریب النواوی ۱۔۳۲۸ پر لکھتے ہیں:

اردت عن اسرد هنا من رمی ببدعته ممن اخرج لهم البخاری ومسلم او احدهما وهم (۱) ابراهیم بن طهمان (۲) ایوب بن عائد طائی (۳) ذر بن عبدالله المدهی (۴) شبابه بن سوار (۵) عبدالحمید بن

عبدالرحمان، ابو یحییٰ حمانی (۶) عبدالمجید بن عبدالعزیز (۷) ابن ابی داود (۸) عثمان بن غیاث بصری (۹) عمر بن زر (۱۰) عمر بن مرہ (۱۱) محمد بن حازم (۱۲) ابو معاویہ القریر (۱۳) ورقاء بن عمر الشکری (۱۴) یحییٰ بن صالح ابو حاظی (۱۵) یونس بن بکیر،

سیوطی تحریر فرماتے ہیں: میں نے چاہا کہ ان لوگوں کو یہاں ترتیب دوں جنکو بدعتی کہا گیا۔ اور مسلم و بخاری نے یا ان میں سے ایک نے ان بدعتیوں سے روایات لی ہیں۔

سیوطی نے ان پندرہ آدمیوں کے نام بطور راویان بخاری و مسلم کے لئے ہیں اور یہ پندرہ آدمی سنی نہیں بلکہ مرجئہ تھے جنہیں بہتر فرقوں میں سے ایک جہنمی فرقہ قرار دیا گیا ہے۔

اسی طریقے سے امام سیوطی نے ان راویان مسلم و بخاری کے نام لئے ہیں جو بغض علی کے مریض تھے اور ہر دوسرے آدمی کو جناب مرتضیٰ علیہ السلام سے افضل سمجھتے تھے۔

(۱) اسحٰق بن سوید العدوی، (۲) ھند بن اسد (۳) ضریر بن عثمان (۴) حصین بن نمیر الواسطی (۵) خالد بن سلمہ الفافاء (۶) عبداللہ بن سالم الاشعری (۷) قیس بن ابی حازم۔ ھولاء رمو ا بالنصب، ان آدمیوں کا نام لینے کے بعد سیوطی تحریر فرماتے ہیں کہ یہ لوگ منکرین مرتضیٰ تھے۔ علی مرتضیٰ علیہ السلام سے بغض رکھتے ہوئے دوسروں کو ان سے افضل سمجھتے تھے۔

اسی باب میں امام سیوطی لکھتے ہیں (۱) اسمٰعیل بن ریان (۲) اسماعیل بن ذکریا خلقانی (۳) جریر بن عبدالحمید (۴) ابان بن تغلب الکوفی (۵) خالد بن مخلد القطوانی (۶) سعید بن فیروز (۷) ابوالبختری (۸) سعید بن اشوع (۹) سعید بن

عقیر(۱۰)عباد بن عموریہ(۱۱)عباد بن یعقوب(۱۲)عبداللہ بن عیسیٰ (۱۳) عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ(۱۴)عبدالرزاق بن ہمام(۱۵)عبدالملک بن امین(۱۶) عبیداللہ بن موسیٰ عبسی(۱۷)عدی بن ثابت الانصاری(۱۸)علی بن الجعد(۱۹)علی بن ہاشم بن البرید(۲۰)الفضل بن دکین(۲۱)فضیل بن مرزوق الکوفی(۲۲)فطر بن خلیفہ(۲۳)محمد بن جحادہ الکوفی(۲۴)محمد بن فضیل بن غزوان(۲۵)مالک بن اسماعیل ابوغسان(۲۶)یحییٰ بن الجزار(تدریب الراوی ا۔۳۲۸)ان چھبیس راویان بخاری ومسلم کا نام لے کر بتایا کہ یہ سب لوگ شیعہ تھے۔اسی طرح اگلے صفحہ پرامام سیوطی نے تمیں راویان کے نام درج کئے جو سارے کے سارے قدریہ تھے۔

اسی باب میں امام سیوطی نے چند نام راویان بخاری کے گنوائے اور بتایا کہ یہ لوگ خارجی تھے۔ان میں سے ایک عکرمہ مولیٰ ابن عباس ہے

(۲)ولید بن کثیر ہے یہ لوگ حروری تھے جو جناب مولا مرتضیٰ ؓ کو تبرا کرتے تھے۔

اب ذرا سوچ کر بتلایئے کہ (وہابی کافر،شیعہ کافر)اور واہ واہ کے نعرے لگانے والے کٹھ پتلیاں،انکی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟جملہ مبتدعین سے شیخین (مسلم و بخاری) نے احادیث روایت لی ہیں۔چونکہ مسلمان کے سوا سے حدیث لینا ممنوع ہے بطور قاعدہ مسطورہ کے۔اور مسلم و بخاری (رحمۃ اللہ علیہما) دونوں نے ان مبتدعین سے روایات لی ہیں۔ثابت ہوا کہ خارجی،ناصبی اور شیعہ بطور جماعت کے مبتدع ہوں گے،کافر نہیں ہوں گے ورنہ ان جماعتوں سے احادیث لینا درست نہ